بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمَنِ الرَّحِیمِ

عنوان مقالہ:

استحصالی ٹیکس کے خاتمے اور زکات پر مبنی نظامِ عدل و ترقی کی تشکیل کا تجزیہ

مقالہ نگار: زرینہ بتول عاقلی

فہرستِ مطالب

۱- کلیات/ تعارف/ پس منظر: 3

۲- استحصالی ٹیکس: 3

۳- اسلام میں مالیات: 4

۴- موجودہ استحصالی ٹیکس نظام کے مسائل: 5

۵- "زکوٰۃ": 7

۶- نظامِ زکوٰۃ موجودہ ٹیکس نظام سے بہتر: 11

۷- نظامِ زکوٰۃ کے معاشی فوائد: 11

۸- یا صرف زکوٰۃ کافی ہے؟ 13

۹- نتیجہ: 14

۱۰- منابع و مآخذ: 15

عنوانِ مقالہ:

استحصالی ٹیکس کے خاتمے اور زکات پر مبنی نظامِ عدل وترقی کی تشکیل کا تجزیہ

پس منظر:

جدید ریاستوں میں ٹیکس کے نظام میں اکثر استحصال، عدم عدل و مساوات اور پیچیدگی کی شکایات پائی جاتی ہیں۔اس کے بر عکس، دینِ مقدسِ اسلام کی مالیاتی نظام میں زکات ایک بہت ہی اہم بنیادی ستون کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو نہ صرف مالی عبادت ہے بلکہ سماجی انصاف، اقتصادی توازن اور معاشرتی ہم آہنگی کا ایک موثر کاذریعہ ہونے کے ساتھ ساتھ معاشرے کی فلاح بہبود اور ترقی وپیشرفت مین اہم اکائی اور ستون بھی ہے۔یہ مقالہ زیرِ نظر موجودہ استحصالی نظامِ ٹیکس کے خاتمے اور زکات پر مبنی متبادل نظامِ عدل وترقی کے امکان کا جائزہ لے گا۔

کلیدی الفاظ: استحصال، مالیات، اسلامی اقتصاد، زکات، عدل۔

بنیادی سوال:

کیازکات پر مبنی نظام موجودہ استحصالی ٹیکس نظام کا ایسا موثر متبادل بن سکتا ہے جو معاشی ترقی اور سماجی انصاف کے مقاصد یکجا کر سکے؟

استحصالی ٹیکس

لفظ "مالیات" کلمہ "مال" سے ماخوذ ہے جسے انگلش میں ٹیکس (Tax) کہا جاتا ہے اور اسلامی معاشرے میں "اجر و پاداش، زکات مال، جریمہ، خراج اور باج" وغیرہ کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔جبکہ علم اقتصاد کی اصطلاح میں، مالیاتی آمدنی، دولت، فروخت یا کسی بھی قسم کے دیگر قانونی حقوق کا وہ حصہ ہے جو حکومت افراد اور مختلف اداروں سے وصول کرتی ہے

جس وقت سے انسان کی زندگی میں حکومت کا وجود عمل میں آیا، حکمرانوں کو اپنے انتظامی اداروں کو چلانے کے لیے مالی وسائل درکار تھے، جو یا تو سرکاری جاگیروں سے حاصل کیے جاتے تھے، یا عوام اور نجی جائیدادوں کے مالکوں سے خراج وصول کیا جاتا تھا، یا پھر مقامی اور تحت الحمایت حکمرانوں سے باج لیا جاتا تھا۔مالیات کی وصولی پوری دنیا میں ایک عام رواج رہی ہے۔اسلام نے

چودہ سو سال پہلے مختلف اقسام کی مالیات کی اس حد تک توثیق کی ہے جہاں تک وہ اسلام کے اصل مقاصد سے متصادم نہ ہوں۔ اسلامی مالیاتی نظام نے زمینوں پر محصول، زمینوں کی پیداوار پر محصول، سرانہ محصول، غیر متحرک سرمایہ پر محصول، مخصوص مویشیوں پر محصول، معدنیات کے استخراج پر محصول، خالص آمدنی کے اضافے پر محصول وغیرہ وضع کیے ہیں [1]

اسلام میں مالیات:

اسلام میں مالیات کو دو گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے: مقررہ مالیات اور متغیر مالیات۔ زکات اہم ترین مقررہ مالیات میں سے ایک ہے؛ جس کے معنی نمو اور پاکیزگی کے ہیں اور یہ دین اسلام کے اہم ترین احکامات میں سے ایک ہے جس کا ذکر بہت سے مقامات پر نماز کے ساتھ کیا گیا ہے۔ قرآن کی آیات اور احادیث کی روشنی میں، زکات وہ مال ہے جو انسانوں کی پاکیزگی اور طہارت کے مقصد اور محتاجوں کی مالی مدد کے لیے مقرر کیا گیا ہے اور یہ روزی میں اضافے، اموال کی کثرت اور معاشرے میں معاشی تحفظ کا باعث ہے۔ اسے زکات فطرہ اور زکات اموال کی دو اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

مختلف اقتصادی مکاتب فکر کے مالیاتی نظریات کے درمیان اسلامی مالیات کے مقام کا جائزہ لینا ضروری ہے۔ ہر اقتصادی مکتب فکر مالیات کی مختلف تعبیر رکھتا ہے۔ مجموعی طور پر مالیات وسائل کی تقسیم، آمدنی کی استحکام پذیری اور تقسیم میں مؤثر ہوتی ہے۔ اسلامی اقتصاد کو عبادت قرار دیا گیا ہے اور معاشرے میں اس کے اثر کو عدل کی تحقق سمجھا جاتا ہے اور عدل کے تناظر میں وہ درست اور مؤثر تقسیم، پائیدار استحکام اور توازن کے ساتھ عادلانہ تقسیم کے قائل ہے [2]۔

مالیات کی بنیاد پر مالیات کی اقسام یہ ہیں: آمدنی پر مالیات (گندم، جو، کھجور اور کشمش کی زکات)، دولت پر مالیات (سونا اور چاندی کی زکات)، بچت پر مالیات (خمس)، قدرتی وسائل کے استعمال پر مالیات (معدنیات کا خمس اور اونٹ، گائے اور بھیڑ کی زکات)، سرانہ مالیات (زکات فطرہ) اور مصرف پر مالیات (اگر فرد کسی ایسی چیز کو استعمال کرے جو اس کی حقیقی ضروریات سے باہر ہو تو اس پر اس چیز کا خمس ادا کرنا ہوگا)۔ اس قسم کی مالیات کی ادائیگی ملک کی اقتصادی ترقی اور نشوونما میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ عدل، معین ہونا، ادائیگی میں آسانی، کفایت شعاری، مالیات کے نتائج اور افعال، منفی اقتصادی اثرات سے پاک ہونا اور سماجی مقاصد وغیرہ ان مالیات کی وصولی کی شرائط میں شامل ہیں۔

---

[1]- کتاب فرہنگ، ص 1371 (گروہ تحریر ۲۰۰۸ء قم، ایران

[2]- پورفرج، 1388

عدل اور مالیات کا جائزہ معیشت دانوں کے پسندیدہ موضوعات میں سے ایک ہے اور اس سوال کا جواب تلاش کرنے کی کوشش میں ہے کہ مالیات کس سے یا کن چیزوں سے وصول کی جائے۔ سماجی اخراجات کے ذریعے عدم مساوات کو کم کرنے کے لیے دیگر بنیادی نکات جیسے سماجی اخراجات کی نوعیت اور مالیات کی قسم پر توجہ دینا ضروری ہے۔ ترقی پذیر ممالک میں ترقیاتی مالیات، ترسیلی پالیسیوں اور آمدنی کی تقسیم کے درمیان تعامل متعدد منفرد عوامل کی موجودگی کی وجہ سے پیچیدہ ہو جاتا ہے جو عام طور پر ان ممالک میں مالی اشاریوں کی کمزوری کا نتیجہ ہوتے ہیں ([3])۔

مذکورہ مطالب اور مالیات کی اسلامی اقتصاد میں اہمیت کے پیش نظر، موجودہ تحقیق اسلامی مالیات، خاص طور پر زکات اور اسلامی معاشروں میں عدل اور عدم مساوات میں کمی کے سلسلے میں اس کے کردار اور مقام کے جائزے سے متعلق ہے۔

دنیا بھر کے ریاستوں کے مالیاتی ڈھانچے کا دارومدار ٹیکسوں پر ہے۔ ٹیکس وصول کرنے کے بعد حکومتیں انہی محصولات کو تعلیم، صحت، دفاع، ترقیاتی منصوبوں اور انتظامی امور چلانے کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ اس نظام کا سب سے بڑا مسلہ یہ ہے کہ امیر اور غریب دونوں سے برابر ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ اس سے آمدنی کا بڑا حصہ چند ہاتھوں تک محدود رہ جاتا ہے۔ تو یہی نظام معاشی تباہی، مہنگائی اور عوامی بدحالی کا سبب بنتا ہے۔ اس نظام کے متبادل اب ایسے نظام کی ضرورت ہے جو استحصال سے پاک، انصاف پر مبنی اور پائیدار معاشی ترقی کا ذریعہ ہو۔ اسلام اس کا بہترین حل پیش کرتا ہے جو کہ زکوۃ اور صدقات پر مبنی مالیاتی نظام ہے۔

موجودہ استحصالی ٹیکس نظام کے مسائل:

موجودہ ٹیکس نظام میں چند خامیاں ہیں جس کی وجہ سے ریاستوں کو بہت سے مسائل درپیش ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام کے مطابق یہ نظام نہیں چلایا جارہاہے۔ موجودہ نظام کے کچھ مسائل درج زیل ہیں:

ا۔ غریب پر بوجھ زیادہ، امیر پر کم:

اس نظام کے تحت ٹیکس جیسے سیلز ٹیکس، جی ایس ٹی اور ایکسائز ڈیوٹی ہر شخص ادا کرے گا خواہ وہ امیر ہو یا غریب۔ لیکن اس کا اثر امیر پر معمولی جبکہ غریب پر انتہائی بھاری ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کم آمدنی والا طبقہ زیادہ متاثر ہوتا ہے۔

[3]- پورفرج وانصاری سامانی، 1383

۲- معاشی تباہی :

معاشی ترقی میں صنعت، ذراعت اور کاروبار اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ جی ڈی پی کو بڑھانے میں بھی ان کا عمل دخل ہے۔ بھاری ٹیکس کی وجہ سے یہ شعبے سست پڑ جاتی ہیں، سرمایہ کاری کم ہوتی اور روزگار کے مواقع بھی کم ہو جاتی ہیں۔ معاشرہ غربت اور بے روزگاری کا شکار ہو جاتا ہے۔

۳- عوامی اعتماد کا بحران

حکومتیں ٹیکس تو وصول کرتے ہیں لیکن یہ بات عوام کے علم سے باہر ہے کہ وہ محصولات کہاں استعمال ہو رہے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے دیے گئے ٹیکس قومی مفاد کے لیے نہیں بلکہ عیاشی، کرپشن اور غیر ضروری اخراجات کی نزر ہو جاتے ہیں۔ اس وجہ سے عوام ٹیکس دینے کو ذمہ داری نہیں بوجھ سمجھنے لگ جاتے ہیں۔

۴- ٹیکس چوری کی گنجائش

ملک کے جو بڑے اور امیر لوگ ہیں جیسے کہ تاجر وغیرہ ان کے لیے چوری کے وسیع راستے موجود ہوتے ہیں۔ کاغذات کی ہیر پھیر کے ذریعے بڑے پیمانے پر ٹیکس بچایا جاتا ہے۔ اس طرح امیر اکثر ٹیکس کی ادائیگی بھی نہیں کرتے جبکہ غریب سے پوری وصولی کی جاتی ہے کیونکہ وہ ہیر پھیر سے قاصر ہیں۔

۵- مہنگائی اور عوامی بدحالی

جب ذراعتی اور صنعتی ترقی کم ہو گی، ان کی پیداوار کم ہو گی تو مہنگائی خود بہ خود بڑھ جائے گی۔ چونکہ عوام کے لیے روزگار کے مواقع بھی کم ہے اور ٹیکس کی وصولی بھی کر رہے تو یہ سب عوامی بدحالی کا سبب بن جاتی ہیں۔

اسلام کا مالیاتی تصور: "زکوۃ" و" صدقات" پر مبنی مالیاتی نظام

"زکوۃ":

"زکوۃ" کا لغوی معنی:

زکوۃ کا لغوی معنی ہے " پاکیزگی" یا "برکت"۔ عربی میں زکوۃ کا لفظ "زَکُو" سے ماخوذ ہے، جس کی اصل "زکاۃ" "یَزُکو" ہے جو لغت میں " نموّو زیادت" کے معنی میں ہے۔ اسی سے "زکاالزرع "یزکوزَکُواَوَزکاءً" ہے جس کا معنی بڑھا، پھلا پھولا نیز" زکّی"

پاک کے معنی میں ہے ([4])۔ "اِزّکی" پاک تر کے معنی میں ہے ([5])۔ وغیرہ کے معنی بھی بیان ہوئے ہیں جو سب کے سب پہلے (بنیادی) معنی کے موافق ہیں۔

"زکات" کا اصطلاح معنی:

"زکات" اصطلاح شرعی میں بعض خاص اموال سے ایک معین مقدار (مقررہ شرح) کی ادائیگی کے وجوب کو کہتے ہیں جب وہ ایک خاص حد (نصاب) کو پہنچ جائیں۔ اس واجب کے زکات کہلانے کی وجہ مال میں برکت کی امید یا انسان کے نفس کو پاک کرنا ہے ([6])۔ زکات کا ایک عام معنٰی بھی ہے جس سے دوسروں کی ہر قسم کی واجب اور مستحب مدد مراد ہوتی ہے۔ اسلامی شرع میں، زکات مال میں سے واجب صدقہ کا نام ہے۔ اور زکات دینے والے زکات دے کر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نزدیک پاک ہو جاتے ہیں علامہ طباطبائی زکات کے لغوی معنٰی تطہیر (پاکیزگی) بیان کرتے ہیں ([7])۔

جیسا کہ قرآن مجید کی بعض آیات میں موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول اسی معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے :

۞ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا... ۞

"ان کے اموال میں سے صدقہ (زکات) لیجیے، تاکہ آپ اس کے ذریعے انہیں پاک کریں اور انہیں تزکیہ عطا کریں"۔ (8)

"زکات اسلام کے فروع دین میں سے ہے اور قرآن کریم اور احادیث میں اس پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔ قرآن پاک کی متعدد آیات میں نماز قائم کرنے کے بعد زکات دینے کو ایمان کی علامت اور نجات کا ذریعہ شمار کیا گیا ہے۔ زکات ادا کرنے کا مقصد اسلامی معاشرے سے غربت کا خاتمہ کرنا ہے۔ زکات تین قسم کے اموال پر واجب ہے: 1. غلّات (گندم، جو، کھجور، کشمش)؛ 2.

---

[4]- فیومی، احمد بن محمد، المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر للرافعی، ص ۲۵۴- شرتونی، سعید، اقرب الموارد، ج ۲، ص ۵۴۸

[5]- طریحی نجفی، فخر الدین، مجمع البحرین، ت الحسینی، ج ۱، ص ۲۰۴-۲۰۵

[6]- قریب، تبیین اللغات لتبیان الایات، تہران نشر بنیاد، ۱۳۶۶ش، ج ۱، باب زکوة

[7]- طباطبایی، المیزان، موسسة النشر الاسلامی، ج ۱۵، ص ۹؛ ترجمہ المیزان، ج ۱۵، ص ۱۲

[8]- سورہ توبہ، آیہ ۶۰ و ۱۰۳.

مویشی (اونٹ، گائے، بھیڑ/بکری)؛ 3. سکے[9] (سونے اور چاندی کے)۔ زکات اس وقت واجب ہوتی ہے جب مال ایک مخصوص مقدار (نصاب)[10] کو پہنچ جائے"۔

زکوۃ کا مقصد مال کی پاکیزگی اور برکت کے ساتھ ساتھ مال کو مستحق لوگوں تک پہنچانا اور ان کی مدد کرنا ہے۔ اسلامی معاشی نظام کی بنیاد عدل توازن اور دولت کی منصفانہ گردش ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

۞ كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ ۞

"تاکہ دولت صرف دولت مندوں کے درمیان گردش نہ کرتی رہے"[11]

زکوۃ اسی گردش کو یقینی بنانے کا نام ہے۔ یہ دولت کی ری ڈسٹری بیوشن (redistribution) کا منظّم اور اخلاقی طریقہ ہے۔ زکوۃ کے مال مستحق لوگوں تک پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے :

۞ إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۞

"یہ صدقات (یعنی زکوۃ وخیرات) تو صرف فقیروں، مساکین اور صدقات کے کام کرنے والوں کے لیے ہیں اور ان کے لیے جن کی تالیف قلب مقصود ہو اور غلاموں کی آزادی اور قرضداروں (کے قرض ادا کرنے میں) اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں (کی مدد) کے لیے ہیں، یہ (مال خرچ کرنا چاہیئے یہ حقوق) اللہ کی طرف سے ایک مقرر حکم ہے اور اللہ خوب جاننے والا، حکمت والا ہے[12]"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زکوۃ کے مصارف کو واضح کیا ہے۔ مصارفِ زکوۃ 8 ہیں جن کا ذکر اللہ نے اس آیت میں کیا ہے۔

۞ قُلْ أَنفِقُوا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَنْ يُتَقَبَّلَ مِنْكُمْ إِنَّكُمْ كُنتُمْ قَوْمًا فَاسِقِينَ ۞

---

[9]۔ "سکہ ہا" (سکّے) سے مراد زکات کے حکم کے وقت رائج سونے چاندی کے سکّے ہیں، جو کرنسی کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ جدید مفاہیم میں اس کی تشریح ماہرین کرتے ہیں۔

[10]۔ "حدّ نصاب" اسلامی اصطلاح ہے جسے اردو میں عموماً "نصاب" ہی کہا جاتا ہے، یعنی وہ کم از کم مقدار جس پر زکات واجب ہوتی ہے۔

[11]۔الحشر: 7

[12]۔التوبہ: ٦٠

کہدیجئے: تم اپنا مال بخوشی خرچ کرو یا بادل نخواستہ، تم سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، کیونکہ تم فاسق قوم ہو[13]۔

اسی طرح دوسری آیت میں ارشاد پروردگار ہے۔

۞ وَمِنْهُم مَّن يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِن لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ ۞
اور ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو صدقات (کی تقسیم) میں آپ کو طعنہ دیتے ہیں پھر اگر اس میں سے انہیں کچھ دے دیا جائے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر اس میں سے کچھ نہ دیا جائے تو بگڑ جاتے ہیں[14]۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ قَسْمًا، أَتَاهُ ذُوالْخُوَيْصِرَةِ — رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ — فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اعْدِلْ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: «وَيْلَكَ، وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟!» فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَضْرِبْ عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: «مَهْ! إِنَّهُ وَإِخْوَةٌ لَهُ، يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يُنْظَرُ فِي قُدْحِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ فِي رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ فِي نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ فِي رِيشِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ. آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ، إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ، أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ، يَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ.» قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَتَلَهُمْ، وَأَنَا مَعَهُ، جِيءَ بِالرَّجُلِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ.
ابو سعید خدری راوی ہیں کہ تقسیم زکوۃ اور غنیمت کے بارے میں ایک بار ذوالخویصرہ تمیمی نے آکر کہا: یا رسول اللہ ﷺ عدل اور انصاف سے کام لیں۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: افسوس ہے تجھ پر! میں انصاف نہ کروں تو کون انصاف کرے گا؟ جس پر حضرت عمر نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ) میں اس کی گردن مار دوں؟ آنحضرت (ﷺ) فرمایا: اسے رہنے دو۔ اس کے اور بھی ساتھی ہیں۔ تم ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ یہ لوگ دین

13۔ التوبہ: ۵۳

14۔ التوبہ ۵۸

سے ایسے خارج ہو جائیں گے جیسے تیر کمان سے۔ ان کی نشانی وہ سیاہ آدمی ہے جس کی چھاتی عورتوں کی چھاتی کی طرح ہو گی یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح۔ لوگوں میں تفرقہ کے وقت یہ لوگ نمودار ہوں گے۔ ابو سعید کہتے ہیں: گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اکرم (ﷺ) سے یہ فرمان سنا تھا اور اس کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے جب (جنگِ نہروان میں) ان کو قتل کیا تو میں ان کے ہمراہ تھا۔ پس اس شخص کو سامنے لایا گیا جس کے اوصاف رسول اکرم ﷺ اللہ نے بیان کیے تھے[15]۔

یاد رہے! کہ مدینہ منورہ کے مختصر اور محدود عرب معاشرے نے اتنی بڑی دولت کبھی نہیں دیکھی تھی جو زکوۃ کے فنڈ کی صورت میں حضور اکرم ﷺ کے خزانے میں جمع ہوتی تھی۔ منافقین اِس دولت کو مسلمانوں میں تقسیم ہوتے ہوئے دیکھ نہیں سکتے تھے اور جل بھن کر رسول اللہ ﷺ پر طعن زنی کی کوشش کرتے۔ اُن کے اپنے حصے میں جو کچھ آتا، وہ صرف مادی نگاہ سے اس حصہ کو دیکھتے اور اُس پر بھی وہ قانع نہیں ہوتے تھے۔ اِس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ زکوۃ سے منافقین کو بھی حصہ دیا جاتا تھا، لیکن وہ صرف مادی نظر سے اِس حصے کو دیکھتے تھے اور اُس پر راضی نہیں ہوتے تھے۔ نہ ہی وہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی طرف سے کیے جانے والے فضل و کرم پر بھروسہ اور شکر گزاری کا جذبہ رکھتے تھے۔

روی أن أبا حنيفة كان يأكل مع الإمام جعفر بن محمد الصادق (عليه السلام)، فلما فرغ من طعامه قال الإمام (عليه السلام): "الحَمْدُ لِلَّه رَبِّ العَالَمِينَ، هَذَا مِنْكَ وَمِنْ رَسُولِكَ." فقال أبو حنيفة: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّه، إِنَّكَ قَدْ أَشْرَكْتَ! فقال الإمام الصادق (عليه السلام): وَيْحَكَ! إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ۞ وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِه ۞

ایک بار امام ابو حنیفہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ جب کھانا کھا چکے تو امام علیہ السلام نے فرمایا:

" الحَمْدُ لِلَّه رَبِّ العَالَمِينَ، هَذَا مِنْكَ وَمِنْ رَسُولِكَ"۔

رب العالمین کا شکر ہے کہ یہ روزی تیری طرف سے اور تیرے رسول ﷺ کی طرف سے ہے۔ ابو حنیفہ نے کہا: اے ابو عبداللہ آپ علیہ السلام نے شرک کا ارتکاب کیا۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: مقام افسوس ہے کہ اللہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے :

15۔ صحیح البخاری کتاب المناقب اور صحیح البخاری حدیث نمبر -3344، 3610، 5058، 6930/روایت صحیح المسلم حدیث نمبر 1064/اسی طرح مسند احمد وغیرہ میں اصحاب السنن میں ذکر کیا ہے

۞ وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ ۞[١٦]-

انہیں اس بات پر غصہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے انہیں دولت سے مالا مال کیا ہے۔ دوسری جگہ فرمایا :

۞ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ ۞ (١٧)

اگر یہ لوگ اللہ اور رسول کے دیے ہوئے پر خوش رہتے اور کہہ دیتے کہ ہمارے لیے اللہ کافی ہے عنقریب اللہ اپنے فضل سے ہمیں بہت کچھ دے گا اور اس کا رسول بھی اور ہم اللہ کی طرف توجہ رکھتے ہیں۔ ابو حنیفہ نے تعجب کے لہجے میں کہا: گویا یہ آیت میں نے قرآن میں پڑھی ہی نہیں[18]۔

یہ وہ مسائل ہیں جنہوں نے موجودہ ٹیکس نظام کو "استحصالی" بنادیا ہے۔ اس نظام کے تحت غریب روٹی پر بھی ٹیکس دے اور امیر بچالے یوں دولت صرف امیروں تک محدود رہتا ہے۔

نظامِ زکوۃ موجودہ ٹیکس نظام سے بہتر:

جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ اسلام میں "مالیات" یا ٹیکس کا بنیادی متبادل زکوۃ ہے، جو کئی پہلوؤں سے موجودہ جدید ٹیکس کے نظام سے بہتر ہے۔ ان میں چند درج ذیل ہیں :

۱- صرف صاحبِ نصاب سے وصولی

زکوۃ صرف دولت مند پر فرض ہے جس کے پاس دولت کم از کم نصاب سے زیادہ ہو۔ غریب پر فرض نہیں بلکہ وہ اس کے حقدار ہیں۔

۲- کھلے نظام میں ریکارڈ اور اللہ کا خوف

یہ واحد نظام ہے جس میں ہیر پھیر کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ زکوۃ چوری ناممکن ہے کیونکہ یہ ایک عبادت ہے اور ادائیگی خوفِ خدا سے جڑی ہے۔ کیونکہ قیامت کے دن پورا پورا حساب لیا جائے گا چاہے نیکی یا گناہ زرہ برابر ہی کیوں نہ ہو۔

---

[16]-التوبہ: 74

17-التوبہ: 59

18- بحار الانوار، المجلسی، ج ۱۰، ص ۲۱٦۔ تفسیر نور الثقلین، الحویزی، ج ۲، ص ۲۹۸

بعض اسلامی نظریہ سازوں نے اسلامی مالیات کو ایک مقررہ حق قرار دیا ہے جسے اسلامی قانون ساز نے افراد کی دولت پر فرض کیا ہے۔ یہ حق نقدی یا غیر نقدی شکل میں مخصوص شرائط کے تحت اور مالی ہدایات پر عمل پیرا ہو کر وصول کیا جاتا ہے، اور ہر فرد، خواہ وہ اسلامی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہو یا اس سے باہر، اس حق کی ادائیگی کا پابند ہے جو اس کے ذمہ ہے[19]۔

۳۔ غربت کے خاتمے کا ذریعہ

زکوٰۃ کا اصل مقصد ہی دولت کی گردش ہے اور مال کو مستحق لوگوں تک پہنچانا ہے۔ اس سے معیشت کی بنیاد مضبوط ہوتی ہے۔ مال چند لوگوں تک محدود نہیں رہتا یوں غربت کا خاتمہ ہوتا ہے جو صرف اسی نظام سے ممکن ہے۔

۴۔ قلبی و سماجی تطہیر

زکوٰۃ کے معنی ہی پاک کرنے کے ہیں۔ یہ مال کو پاک کرتی ہے، دلوں سے حرص ختم کرتی ہے اور معاشرے میں محبت و اخوت پیدا کرتی ہے۔ یوں اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اپنی جگہ نیک عمل ہے۔ لیکن عمل کا نیک ہونا کافی نہیں ہے بلکہ عمل کرنے والے کا نیک ہونا بھی ضروری ہے۔ مثلاً اگر کوئی فرزند باپ کو باپ نہیں مانتا تو باپ ایسے بیٹے کی کسی نیکی کو قبول نہیں کرے گا۔

نظامِ زکوٰۃ کے معاشی فوائد:

زکوٰۃ کا نظام سے ہمیں ان مسائل کا حل ملتا ہے جن کا ذکر شروع میں ہو چکا ہے۔

ا۔غربت میں کمی

زکوٰۃ مستحق لوگوں کو مال و وسائل فراہم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ جب ملک کے نچلے طبقے تک زکوٰۃ کے ذریعے مال پہنچ جائے گا تو ان کی بنیادی ضروریات پوری ہونگی۔ اس طرح زکوٰۃ غربت کے خاتمے میں اہم کردار ادا کرتی ہے لوگوں کو خود کفیل بننے میں مدد دیتی ہے۔

۲-سرمایہ گردش میں آتا ہے

جب امیر کو پتہ ہوگا کہ زیادہ مال جمع کرینگے تو زائد مال پر زکوٰۃ دینی ہوگی تو وہ مال جمع کرنے کے بجائے کاروبار، صنعت اور تجارت میں لگادے گا۔ اس سے معاشی ترقی میں اضافہ ہوگا اور ملک ترقی کرے گا۔

19- عزیزی، 1390

۳-روزگار کی فراہمی

سرمایہ کاری میں اضافے کے باعث روزگار کے مواقع بھی بڑھ جائے گی اور نئے کاروبار شروع ہونگے۔اس طرح زکوۃ کے ذریعے بیروزگاری میں کمی آئے گی۔

۴-مہنگائی میں کمی

استحصالی ٹیکس نظام کے متبادل جب زکوۃ کا نظام ہوگا تو پیداوار اور سپلائی بڑھے گی۔اس سے چیزوں کی فراہمی زیادہ ہوگی تو مہنگائی خود بہ خود کم ہو جائے گی۔

۵-اجتماعی فلاح و بہبود

زکوۃ سے سرمایہ کاری میں اضافے ہوتے ہیں اور روزگار کے مواقع بھی زیادہ ہو جاتے ہیں اس طرح دیگر شعبے جیسے کہ تعلیم، صحت اور رہائش وغیرہ کو موئثر انداز میں چلائے جاسکتے ہیں۔

کیا صرف زکوۃ کافی ہے؟

اس بات پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ جدید ریاست کی ضروریات صرف زکوۃ سے پوری نہیں ہو سکتیں ہیں۔اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے اور یہ ممکن نہیں کہ اسلام کا کوئی نظام ہو اور وہ ضروریات کو پورا نہ کر سکیں۔

اگر ملک کے قانون کو مکمل اسلامی تعلیمات کے مطابق بنا دیا جائے اور اس پر عمل بھی ہو تو ضروریات پوری ہونے کے ساتھ ساتھ ملک ترقی کی راہ پر گامزن بھی ہوگا۔

اسلامی ریاست اضافی محصولات لگا سکتی ہے، شرط یہ ہے کہ وہ عارضی اور ضرورت کے مطابق ہو۔صدقات، عشر، جزیہ، مالِ غنیمت بھی اضافی آمدنی ہیں۔ صنعتی ترقی، تجارت اور قدرتی وسائل کے ذریعے بھی ریاست مضبوط مالیاتی ذرائع پیدا کر سکتی ہے۔ اسلامی نظام کا مقصد ٹیکس سے مکمل انکار نہیں بلکہ استحصالی ٹیکس کی جگہ عادلانہ مالیاتی نظام قائم کرنا ہے۔

نتیجہ:

یہ مختصر مقالہ اس نظریے کی حمایت کرتا ہے کہ زکات کا اسلامی مالیاتی نظام، اپنی بنیادی خوبیوں جیسے انصاف، شفافیت، سماجی یکجہتی اور معاشی توازن، کی بناپر، جدید ریاستی تقاضوں کے مطابق ڈھال کر موجودہ ٹیکس کے استحصالی نظام کا ایک بہتر، انصاف پر مبنی اور پائیدار متبادل پیش کر سکتا ہے۔ اس نظام کی کامیابی کا انحصار اس کے عملی نفاذ کے لیے مربوط ادارہ جاتی ڈھانچے، عوامی بیداری اور حکمرانی میں اعلیٰ سطح کی دیانت داری پر ہوگا۔ جدید ٹیکس نظام میں استحصال، عدم مساوات اور پیچیدگی کے مسائل نے اسے عوامی عدم اعتماد کا شکار بنادیا ہے۔ یہ نظام امیروں پر کم اور غریبوں پر زیادہ بوجھ ڈال کر معاشی عدم توازن، مہنگائی اور سماجی بدحالی پیدا کرتا ہے۔ آج دنیا ایک ایسے موڑ پر ہے جہاں سرمایہ دارانہ نظام عدم توازن پیدا کر رہا ہے۔ چند لوگ امیر سے امیر تر اور کروڑوں غریب سے غریب تر ہوتے جارہے ہیں۔ اس کے برعکس، اسلام زکات کو ایک جامع مالیاتی و سماجی نظام کے طور پر پیش کرتا ہے جو نہ صرف مالی عبادت ہے بلکہ سماجی انصاف، اقتصادی توازن، دولت کی منصفانہ گردش اور غربت کے خاتمے کا موثر ذریعہ بھی ہے۔ زکات کا لغوی معنی "پاکیزگی" اور "نمو" ہے، اور شرعی اعتبار سے یہ مخصوص اموال میں مقررہ شرح کی ادائیگی ہے جو مال میں برکت اور نفس کی تطہیر کا باعث بنتی ہے۔ زکات کا نظام موجودہ ٹیکس نظام کے مسائل کا حل پیش کرتا ہے: انصاف پر مبنی مالیات جو صرف صاحب نصاب (دولت مند) پر فرض ہے جو شفافیت اور اخلاقیات پر مشتمل نظام ہے جو خوف خدا سے جڑا ہونے کے باعث ٹیکس چوری کی گنجائش نہیںاور یہی نظام، سماجی سے بھی ہم آہنگ ہے جس سے دولت کی گردش سے غربت میں کم ہوتی ہے نیز معاشی استحکام کا بھی ذریعہ ہے جس سے سماج میں سرمایہ کاری اور روزگار کو فروغ ملتاہے تحقیق سے پتہ چلتاہے کہ زکات کا نظام اپنی بنیادی خوبیوں کی بناپر یہ دونوں مقاصد حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

منابع و مآخذ

- قرآن کریم
- ترجمہ و تفسیر: طباطبایی، سید محمد حسین. المیزان فی تفسیر القرآن. قم: مؤسسۃ النشر الاسلامی، ۱۴۱۷ق.
- ترجمہ: موسوی ہمدانی، سید محمد باقر. ترجمہ المیزان. قم: جامعہ مدرسین، ۱۳۷۴ش.
- بخاری، محمد بن اسماعیل. صحیح البخاری. تحقیق: محمد زہیر بن ناصر الناصر. ریاض: دار طیبۃ للنشر والتوزیع، ۱۴۲۲ق.
- مسلم بن حجاج نیشابوری. صحیح مسلم. تحقیق: محمد فؤاد عبدالباقی. بیروت: دار إحیاء التراث العربی، بیتا.
- احمد بن حنبل. مسند الإمام أحمد بن حنبل. تحقیق: شعیب الأرنؤوط و دیگران. بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۲۱ق.
- مجلسی، محمد باقر. بحار الأنوار الجامعۃ لدرر أخبار الأئمۃ الأطہار. بیروت: دار إحیاء التراث العربی، ۱۴۰۳ق.
- فیومی، احمد بن محمد. المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر للرافعی. قم: مؤسسۃ الہجرۃ، ۱۴۰۵ق.
- شرتونی، سعید الخوری. إقرب الموارد فی فصح العربیۃ والشوارد. قم: کتابخانہ آیت اللہ مرعشی نجفی، ۱۴۰۳ق.
- طریحی نجفی، فخر الدین. مجمع البحرین. تحقیق: سید احمد حسینی. تہران: کتابفروشی مرتضوی، ۱۳۷۵ش.
- قریب، محمد. تبیین اللغات لتبیان الآیات. تہران: نشر بنیاد، ۱۳۶۶ش.
- قریشی بنابی، علی اکبر. مفردات نہج البلاغہ. قم: مرکز نشر آثار علوی، ۱۳۸۲ش.
- حویزی، عبد علی بن جمعہ. تفسیر نور الثقلین. تحقیق: سید ہاشم رسولی محلاتی. قم: اسماعیلیان، ۱۴۱۵ق.
- پورفرج، احمد و انصاری سامانی، مجید. نظام مالیاتی اسلام: مطالعہ موردی زکات. قم: پژوہشگاہ علوم و فرہنگ اسلامی، ۱۳۸۳ش.
- گروہ نویسندگان. کتاب فرہنگ: اصطلاحات علوم اسلامی. قم: مؤسسہ آموزشی وپژوہشی امام خمینی (رہ)، ۱۳۸۷ش/۲۰۰۸م